عفو و درگزر کی اہمیت اور اس کے فوائد

عبدالحفیظ محسن، صفدر آباد

عفو کا معنی و مفہوم

امام راغب نے اپنی کتاب ''مفردات قرآن'' میں عفو کو عفا' یعفو سے مصدر بتایا ہے جس کے متعدد معانی ہیں۔(۱) گناہ سے درگزر کرنا اور سزا نہ دینا (۲) مٹانا' محو کرنا' اس طرح عفو کے معروف معنی معاف کرنا' درگزر کرنا' نظر انداز کرنا اور انتقام نہ لینا ہے قرآن مجید میں اسے مغفرت کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے گناہوں کی پردہ پوشی کرنا اور بخش دینا عفو کہلاتا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں عفو سے مراد ہے کہ دوسروں کی لغزش' زیادتی اور برائی کے بدلہ میں قدرت اور اختیار رکھنے کے باوجود انتقام نہ لینا اور درگزر کرتے ہوئے معاف کر دینا ہے اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے جو بندے اپنے قصور واروں کو معاف کرتے ہیں تو میں بھی اپنے قصور وار بندے کو معاف کرتا ہوں۔

عفو کی حد

شریعت الٰہیہ نے عفو کی ایک حد مقرر کی ہے اگر اس حد سے تجاوز کیا جائے تو یہ سخت نقصان دہ ہے اور عزت نفس اور خودی کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اسلام دین اعتدال ہے اور ہر شعبہ میں میانہ روی کو پسند کرتا ہے' اس لئے عفو میں بھی اعتدال کا ہی حکم دیتا ہے' چنانچہ اگر ایک طرف اسلام معافی اور چشم پوشی کی تعلیم دیتا ہے تو دوسری طرف عزت نفس کو برقرار رکھنے کا بھی تقاضا کرتا ہے اسلام عیسائیت کی اس تعلیم کو کہ ''اگر کوئی شخص تمہارے ایک رخسار پر تھپڑ مارے تو تم اپنا دوسرا رخسار بھی پیش کر دو''۔ قطعاً پسند نہیں کرتا کیونکہ یہ غیر فطری ہے بلکہ اگر عفو میں طاقت اور قوت کا جزو شامل نہ ہو تو وہ اسلام کے نزدیک محض کمزوری ہے۔ کیونکہ آنحضورؐ نے فرمایا عفو صرف قادر ہونے کی صورت میں ہے۔ اسلام نے عفو درگزر کی ایسی تعلیم دی ہے جس کے ساتھ انسانی خودداری کی شان بھی قائم رہے۔

عفو میں یہ امر مدنظر رہے کہ ایک آدمی کی عام لغزشیں اور خطائیں تو نظر انداز کی جا سکتی ہیں۔ لیکن جب دین اور سوسائٹی میں فساد اور انتشار کا امکان ہو اس وقت کسی کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً قتل' ڈاکہ' زنا' چوری وغیرہ کے مرتکب آدمی کو معاف نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ اس پر شرعی حد جاری ہوگی' عدل و انصاف کو قائم کیا جائے گا بلکہ ایسے افراد کو سزا دینا لازمی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اچھی سیرت اور خصلت کے مسلمان سے اگر کبھی کوئی لغزش ہو جائے تو اس کو معاف کر دو۔ سوائے حدود اللہ کے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضورؐ نے اپنے ذاتی معاملہ میں سے کسی سے انتقام لیا ہو' لیکن جب لوگ حقوق اللہ میں دست درازی کرتے تو آپؐ انتہائی غضبناک ہو جاتے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غضب اور غصہ شریعت کے تابع رہنا چاہئے اور اگر عفو درگزر سے دینی اور اجتماعی حدود پر ضرب لگتی ہو تو وہاں عفو سے کام لینا ہرگز جائز نہیں بلکہ اسلام نے قصاص کو سرچشمہ حیات قرار دیا ہے ''**ولکم فی القصاص حیٰوۃ**'' عفو کا اصل مقصد مجرم کے دل میں ندامت کا شعور اور پشیمانی کا احساس پیدا کرنا ہے تا کہ وہ جذبہ عفو سے متاثر ہو کر آئندہ جرم نہ کرے۔

عفو کی اہمیت

عفو معاشرے کے امن و استحکام کا ضامن ہے۔ اتحاد و اتفاق تعاون و اشتراک کے جذبات ہر معاشرہ کی بنیاد اور جان ہوتے ہیں

لیکن انسان خطا کا پتلا ہے ہر انسان سے غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔ اس لئے اگر ایک انسان دوسرے انسان کی خطاؤں اور لغزشوں سے چشم پوشی نہ کرے اور ہر چھوٹی بڑی غلطی پر انتقام لینے کے درپے ہو تو انتقام کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے اور معاشرہ کا امن وسکون ختم ہو کر فتنہ و فساد پھیل جائے' اسلام کے معنی امن کا پیغام ہے۔ اس لئے دین اسلام اپنے پیروکاروں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ باہم عفو اور رواداری سے کام لیں تاکہ دنیا میں امن وامان کی فضاء قائم رہے حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک دوسرے کو معاف کرو' تمہارے باہمی بغض اور کینے دور ہو جائیں گے۔ عفو کی بدولت نہ صرف باہمی بغض اور کینہ ہی دور ہوتا ہے بلکہ آپس میں باہمی ایثار و قربانی کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ باہمی الفت ومحبت کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ دشمن دوست بن جاتے ہیں اور معاشرے کو استحکام اور پائیداری نصیب ہوتی ہے اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے:

ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔

ترجمہ: اور چاہئے کہ وہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے (تو پھر تم مخلوق کے ساتھ کیوں عفو درگزر سے پیش نہیں آتے) اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (نور ۲۲)

عفو سے وسعت قلبی پیدا ہوتی ہے

کینہ اور بغض انسانی زندگی کا منفی پہلو ہے' انتقام لینے کے جذبہ سے انسان میں تنگ فطری اور تعصب پیدا ہو جاتا ہے اور یہ ایک ایسا منفی جذبہ ہے جو دوسرے انسانوں کے ساتھ بھلائی سے روکتا ہے اس کے برعکس عفو اور رواداری مثبت پہلو ہے اور اس سے وسعت قلبی پیدا ہوتی ہے گویا عفو فیاضانہ رویہ کا سرچشمہ ہے۔ حسن معاشرت کی جان ہے اس سے انسان میں بلند حوصلگی اور عالی ظرفی پیدا ہوتی ہے جو ہمت کے بڑے کاموں میں سے ہے۔

ولمن صبرو غفران ذلک لمن عزم الامور (الشوریٰ ۴۳)

ترجمہ: اور جس نے صبر کیا اور معاف کیا بے شک یہ ہمت کے بڑے کاموں میں سے ہے۔

عفو صفتِ الٰہی ہے

(قرآن میں عفو کی تاکید)

عفو خدا تعالیٰ کی امتیازی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اختیار کرنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ (غافر' غفور) بخشنے والا (عفو) معاف کرنے والے کا قرآن مجید میں ستر (۷۰) سے زائد مقامات پر ذکر ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ بار بار مختلف انداز میں اپنے عفو کا اعلان کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ان اللہ کان عفوا غفورا (نساء ۴۳)

بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے۔ (۲) **فان اللہ کان عفوا قدیرا** (النساء۔۱۴۹) پس بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔ (**وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفوا عن السّیّات ویعلم ما تفعلون**۔ الشوریٰ۔۲۵)

اور جو کوئی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا' اس کی تاکید میں حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے اگر کوئی شخص تمام زمین کو اپنے گناہوں سے بھر کر بھی خدا سے معافی کا خواستگار ہو تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔

عفو اسوہ رسول ہے

حضورؐ عفو کا مجسمہ تھے اور آپؐ کی پاک زندگی عفو کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ لیکن افسوس کہ لوگوں نے نبی کی اور سنتوں کو تو اپنا لیا لیکن یہ سنت بھول گئے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیبؐ کو اس امر کی تلقین کی ہے۔ (**خذالعفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین**۔ اعراف۔۱۹۹)

اے نبیؐ عفو کو اپنایئے اور نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے کنارہ کشی کیجئے۔ ایک دوسری جگہ فرمایا **فاعف عنھم واستغفرلھم** اے نبیؐ لوگوں سے درگذر کیجئے اور ان کیلئے بخشش مانگئے ان آیات مبارکہ میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ حضورؐ کو دعوتِ حق میں جاہل گنواروں سے واسطہ پڑے

گا۔ اسی لئے آپؐ کو ان لوگوں کے گنوار پن سے درگزر کرتے ہوئے انہیں نیکی کی تلقین کرنا ہو گی۔ چنانچہ آپؐ نے اپنی زندگی سے اس کا عملی نمونہ پیش کر دیا۔

قریشِ مکہ

جب حضورؐ نے اپنے مشن کا آغاز کیا اور لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلایا تو مشرکین مکہ نے آپؐ پر شدید مظالم ڈھائے اور آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ لیکن رحمت دو عالمؐ نے نہ صرف دشمنان اسلام کیلئے بددعا کرنے سے احتراز کیا بلکہ کمال عفو سے بارگاہ الٰہی میں ان کی ہدایت کی دعا فرمائی۔ **اللھم اھدی قومی فانھم لا یعلمون** (بخاری) اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ نہیں جانتی۔

اسی طرح آپؐ طائف میں گئے وہاں بھی لوگوں نے آپؐ کے پیچھے شرارتی لڑکے لگائے جو آپؐ پر پتھر پھینکتے تھے یہاں تک کہ آپؐ وہاں سے لہولہان ہو کر نکلے۔ اس موقع پر حضرت جبرائیل حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اگر آپؐ کہیں تو طائف کی بستی کو تہ و بالا کر دوں۔ آپؐ نے درگزر سے کام لیتے ہوئے فرمایا نہیں' ہو سکتا ہے ان کی نسل سے اہل ایمان اٹھیں۔ اور ایسا ہی ہوا تھا۔ اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر تو آپؐ نے عفو کی ایک ایسی تابناک مثال قائم کر دی جس کی نظیر پوری تاریخ انسانی میں ملنا ناممکن ہے۔ آپؐ کو اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل ہوا دنیا کا کوئی قانون کوئی ضابطہ اخلاق آپؐ کو ان لوگوں سے اپنی تکلیفوں کا پورا پورا بدلہ لینے سے مانع نہیں تھا لیکن آپؐ نے عام معافی کا اعلان کر دیا اور فرمایا:

لا تثریب علیکم الیوم اذھبو وانتم طلقاء جاؤ تم آزاد ہو آج کے دن تم پر کوئی سرزنش نہیں۔

حتیٰ کہ ابوسفیان جو اسلام کا دشمن نمبر ایک تھا نہ صرف معاف کر دیا بلکہ اس کے گھر کو مامون قرار دیدیا گیا اسی طرح اس کی بیوی ہندہ جس نے غزوہ احد میں آپؐ کے محبوب چچا حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبایا تھا اس کو بھی کچھ نہ کہا۔ آپؐ کی ذاتی زندگی میں عفو و درگزر کی مثالیں بے شمار ہیں۔

عفو کی تاکید میں ارشاداتِ نبویؐ

حضورؐ نے نہ صرف خود بھی عفو پر عمل کیا بلکہ صحابہ کرامؓ کو اس کے اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ چند ارشادات درج ذیل ہیں

۱۔ **وما زاد اللہ رجلا بعفو الاعزا** (بخاری)

اللہ تعالیٰ عفو و درگزر کرنے والوں کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔

۲۔ ایک شخص نے نبیؐ سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی وصیت فرمایئے تو آپؐ نے فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔ اس شخص نے بار بار دہرایا مگر آپ نے پھر فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔ (بخاری)

۳۔ نبیؐ نے فرمایا مجھے میرے رب نے نو (۹) باتوں پر خاص طور پر کرنے کا حکم فرمایا ہے اور ان میں سے ایک بات آپؐ نے یہ فرمائی کہ مجھے حکم ہے کہ جو کوئی مجھ پر ظلم و زیادتی کرے میں اس کو معاف کر دیا کروں (بخاری)

۴۔ ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا پہلوان وہ شخص نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے (مسلم)

۵۔ ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میں اپنے خادم کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں۔ آپؐ نے فرمایا ہر روز (۷۰) ستر مرتبہ (ترمذی) حضورؐ کا مطلب یہ تھا کہ معاف کرنا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی حد مقرر کی جائے بلکہ حسنِ اخلاق اور رحم کا تقاضا یہ ہے کہ اگر بالفرض وہ روزانہ ستر (۷۰) دفعہ بھی قصور کرے تو اس کو معاف ہی کر دیا جائے۔ ستر (۷۰) کا عدد ایسے موقعوں پر تحدید کیلئے نہیں ہوتا بلکہ صرف تکثیر کیلئے ہوتا ہے۔

۶۔ حضرت موسیٰ بن عمرانؑ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا پروردگار آپ کی بارگاہ میں آپ کے بندوں میں کون زیادہ باعزت ہے۔ ارشاد فرمایا وہ بندے جو قصوروار پر قابو پانے کے بعد اور سزا دینے کی قدرت رکھنے کے باوجود اس کو معاف کر دیں۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کا افضل ترین اخلاق ''عفو'' ہے۔

عفو وصفِ مومن ہے

خدا تعالیٰ خود اپنے بندوں کی خطائیں معاف کرتا ہے۔ لغزشوں سے درگزر کرتا

ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی آپس میں عفو و درگزر سے کام لیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں حکم ہے: **فاعفو واصفحوا** پس معاف کرتے اور درگزر کرتے رہا کرو۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

قل للذین امنوا یغفروا للذین لا یرجون ایام اللہ۔

ترجمہ: اے نبیؐ اہل ایمان سے کہہ دو کہ ان لوگوں کو جو خدا کے جزا و سزا دونوں کے امیدوار نہیں معاف کر دیا کریں (جاثیہ ۱۴)

خدا تعالیٰ نے عفو و درگزر کرنے والے کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ **ولمن صبرو غفران ذلک لمن عزم الامور**

ترجمہ: اور جو صبر کرے اور معاف کر دے تو یہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ غصہ کی حالت میں اپنے جذبات پر قابو پانا اور قوت و طاقت کے باوجود دوسرے کو معاف کر دینا بہت بڑی اخلاقی جرأت ہے اس لئے قرآن میں جہاں مومنین کی صفات بیان کی گئی ہیں وہاں عفو کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ **واذا ما غضبوا ھم یغفرون** (الشوریٰ۔۳۷)

ترجمہ: اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس (آل عمران ۱۳۴)

ترجمہ: وہ غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔

امام غزالیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک لطیف نکتہ یہ نکالا کہ اللہ نے غصہ کو مٹانے والے کی تعریف نہیں کی بلکہ غصہ کو پی جانے والے اور دبانے والے کی تعریف فرمائی ہے۔

عفو کے ثمرات وفوائد

عفو و درگزر اپنانے سے متعدد فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ چند ایک کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

معاشرہ کی سالمیت

عفو سے معاشرہ کی سالمیت اور استحکام برقرار رہتا ہے۔ انسانی معاشرے میں امن و سکون پیدا ہوتا ہے۔ باہمی حسد و عناد اور بغض و عداوت کی فضا ختم ہو جاتی ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کو معاف کر دیا کرو تمہارے باہمی کینے دور ہو جائیں گے۔

خدا تعالیٰ کی رضا و مغفرت

عفو و بخشش خدا تعالیٰ کی پسندیدہ صفت ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ اس صفت کے اپنانے والوں کو بھی محبوب رکھتا ہے اور ان کے گناہوں کو مٹا کر عفو و مغفرت عطا کرتا ہے۔ چنانچہ عفو و درگزر سے کام لینے والے خدا کی رضا و مغفرت حاصل کر لیتے ہیں۔ **ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم۔** چاہئے کہ وہ معاف کریں کیا تم پسند نہیں کرتے اللہ تمہاری مغفرت کرے۔

ایثار وقربانی

عفو کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ افرادِ معاشرہ کے دل میں ایثار و قربانی کے احساسات پیدا ہوں گے۔ کیونکہ عفو کی بدولت ایثار کا جذبہ قوی ہوتا ہے۔ ایثار ہی وہ جذبہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی معاشرہ کی صفوں میں ضعف پیدا نہیں ہوسکتا۔

دیگر فضائل اخلاق

عفو اور بخشش سے انسان میں عزم و حوصلہ شرف و کمال، تحمل و بردباری جیسے دیگر فضائل اخلاق تربیت پاتے ہیں جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔ اور جس نے صبر کیا اور معاف کیا تو بے شک یہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

حرفِ آخر

خلاصہ بحث یہ کہ عفو قلبی عبادات میں اعلیٰ ترین عبادت ہے جسے اپنانے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اسلام جن اوصاف حمیدہ کو اپنے پیروکاروں میں نمایاں دیکھنا چاہتا ہے۔ ان میں ایک وصف عفو بھی ہے لیکن اس کے باوجود اس کی کچھ حدود ہیں جن کے اندر ہی اس کا استعمال ہو تو انسان کی شخصیت نکھرتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

مجلہ ترجمان الحدیث
میں اشتہار دیکر مجلہ کے معاون بنیں۔
نہایت معقول ریٹ: بہترین سرکولیشن
رابطہ کیلئے:
مینجر مجلہ ترجمان الحدیث
جامعہ سلفیہ فیصل آباد۔ 041-780374